آئی او ایس خبر نامہ

WWW.iosworld.org/khabarnama.php

جلد: ۱۸ شمارہ: ۳،۴ جولائی تا دسمبر ۲۰۱۹/شوال المکرّم ۱۴۴۰ تا ربیع الاوّل ۱۴۴۱ قیمت: ۱۰/روپے

مسلمانوں کو اپنے خول سے باہر نکل کر کام کرنا ہوگا: پروفیسر ابوذر کمال الدین

پروفیسر سید ابوذر کمال الدین (ولادت: ۲۴/فروری ۱۹۵۲) ایک دانش ور، صاحب قلم اور ماہر تعلیم ہیں۔ انھوں نے بہار یونی ورسٹی مظفر پور سے معاشیات میں ایم اے اور بلا سودی بینک کاری کے موضوع پر پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ وہ بہار یونی ورسٹی سروس کمیشن کے پرنسپل، انٹرمیڈیٹ کونسل کے وائس چیئرمین اور ایم پی سنہا سائنس کالج مظفر پور کے سینئر پرنسپل رہے ہیں۔ ان کے مقالات و مضامین ملک کے مؤقر رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ساتھ ہی ان کی متعدد تصانیف منظر عام پر آچکی ہیں، جن میں حضرت محمد ﷺ اور بھارتیہ سماج، اسلام کا پیغام بھارت کے نام، سیکولرزم: بھارت اور مسلمان، ریٹائرمنٹ کے بعد کی زندگی اور تعمیر ملت کی راہیں خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔ گزشتہ دنوں پٹنہ میں مدیر خبر نامہ شاہ اجمل فاروق ندوی نے ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو کی، جس کے اہم اجزا ہدیۂ قارئین ہیں۔ (ادارہ)

سوال: آپ کی نظر میں مسلمانانِ ہند کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟

جواب: مسائل تو بہت سے ہیں۔ جان و مال کے تحفظ کا مسئلہ ہے، ملی اور مذہبی شناخت کا مسئلہ ہے، حصے داری اور امپاورمنٹ کا مسئلہ ہے۔ فسطائیت نے جو چیلنج کھڑا کر دیا ہے وہ بھی بہت اہم ہے۔ مگر میرے خیال میں سب سے بڑا مسئلہ تعلیمی پس ماندگی کا ہے۔ تعلیم کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔ ہمیں تعلیمی اعتبار سے مضبوط ہونا ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ استعداد ہی تعداد کی کمی کو پورا کرسکتی ہے۔ لہٰذا جب دوسری اقوام تعلیم کے ذریعے آگے بڑھ رہی ہیں تو ہمیں بھی اسی طریقے سے آگے بڑھنا ہوگا۔ تعلیم بڑھے گی تو ہیومن ریسورس میں اضافہ ہوگا۔ ہم ہیومن ریسورس کو جتنا پیدا کرسکیں اور جتنا ہی منظّم کرسکیں، ہمارے لیے اتنا ہی بہتر ہوگا۔ تعلیم میں ہمیں یہ بات بھی مدنظر رکھنی ہوگی کہ ہماری تعلیم عالمی معیار کی ہو اور بہت اعلیٰ ہو۔ اگر ہم نے اس اہم پہلو کی طرف توجہ نہیں کی تو شاید ہم ملّی تحفظ کا فریضہ انجام نہ دے سکیں۔

پروفیسر سید ابوذر کمال الدین سے گفتگو کرتے ہوئے مدیر خبر نامہ شاہ اجمل فاروق ندوی

سوال: ہمارے تعلیمی ڈھانچے میں کمی کہاں ہے؟

جواب: تعلیم کے بارے میں دینی و دنیوی کی تقسیم ہوگئی ہے، یہ تقسیم بہت خراب اور تباہ کن ہے۔ مذہبی طبقہ مذہبی تعلیم پر زور دیتا ہے اور عوام میں پکڑ ہونے کی وجہ سے لوگ اسی سے متأثر ہوتے ہیں۔ علم نافع کا اسلامی تصور دھندلا ہوگیا ہے۔

ہماری اکثریت جاہل ہے۔ گاؤں دیہات میں رہتی ہے۔ ان تک پہنچنے کے وسائل و ذرائع نہیں ہیں۔ اس لیے تعلیم کوئی عوامی تحریک نہیں بن پاتی۔ مزید یہ کہ ہم نے خواتین کی تعلیم پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی ہے۔ لوگ تعلیم کی اہمیت جانتے ہیں، لیکن اس کے عمومی فوائد پر ان کی نظر نہیں ہے۔ وہ اسے صرف دولت کمانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور پیسہ کمانے کے لیے چھوٹی چھوٹی ملازمت کر لیتے ہیں۔ اسی لیے مزدوری میں دلتوں وغیرہ کے بعد سب سے زیادہ مسلمان ہیں۔ تعلیم کا یہ معاشی مقصد بہت نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے۔ وہ لوگ جو تعلیم یافتہ افراد کی حالتِ زار دیکھتے ہیں، ان کا دل متأثر ہوتا ہے اور وہ تعلیم کو بے فائدہ سمجھنے لگتے ہیں۔

ہماری تنظیموں کے کاموں میں اشتراک نہیں ہے۔ ڈپلکیشن ہے۔ اگر سب کام بانٹ لیں تو کچھ بہتر کام ہوسکتا ہے۔

سرکاری اسکیموں سے فائدہ اٹھانے کی منظّم کوشش کی جائے۔ نقصان دہ اسکیموں کے خلاف آواز اٹھائی جائے اور مفید اسکیموں کو متعارف کرایا جائے، بل کہ حکومت کا تعاون کیا جائے۔

سوال: آپ پرائمری تعلیم کے سرکاری محکمے سے وابستہ رہے ہیں، تو آپ پرائمری تعلیم کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب: پرائمری تعلیم کی حیثیت بنیادی کی ہے۔ اگر وہ مضبوط نہیں ہے تو پوری عمارت کو مضبوط بنانے کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔ ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ پرائمری تعلیم کے ذریعے تہذیبی، ثقافتی اور مذہبی پہلو مضبوط ہوتے ہیں۔ اس لیے ہمیں پرائمری تعلیم کا بہت جامع اور مرتب خاکہ بنانا ہوگا۔

(باقی صفحہ 3 پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ارشاد ربّانی

پڑھو (اے نبیﷺ)! اپنے رب کے نام کے ساتھ، جس نے پیدا کیا۔ جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو! اور تمھارا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا، جسے وہ نہ جانتا تھا۔

(العلق: ۱-۵)

چیف ایڈیٹر : ڈاکٹر محمد منظور عالم
ایڈیٹر : شاہ اجمل فاروق ندوی
سرکولیشن منیجر : سید محمد ارشد کریم
کمپوزنگ و لے آؤٹ : اشرف علی

بدل اشتراک : 20 روپے سالانہ

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز
162/ جوگا بائی مین روڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی-110025
فون نمبر: 26981187, 26989253 فیکس: 26981104
E-mail: ios.newdelhi@gmail.com
Website: www.iosworld.org/khabarnama.php

اداریہ

علم کی پیاس

کسی انسان کو کوئی پرانا خزانہ ہاتھ لگ جائے تو وہ خود کو بڑا خوش نصیب سمجھتا ہے۔اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا۔خوش ہونا بھی چاہیے۔کیوں کہ وہ خزانہ اس کی معاشی حالت کو ترقی دینے کا بڑا سبب بنتا ہے۔ایک عام انسان کو کوئی خزانہ ہاتھ لگنے سے جتنی خوشی ہوتی ہے، اس سے کئی گنا زیادہ خوشی زندہ قوموں کو کوئی علمی خزانہ ہاتھ لگنے سے ہوتی ہے۔اسی لیے حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا تھا کہ ”دو چیزوں کے طلب کرنے والے ایسے ہیں، جو کبھی آسودہ نہیں ہوتے۔ایک علم کا طالب اور دوسرا دنیا کا طالب۔“ دنیا کی پیاس سے انسانیت کو ہمیشہ نقصان ہوا اور علم کی پیاس نے انسانیت کو عظمت ووقار عطا کیا۔اسی لیے زندہ قومیں علم کی پیاسی رہتی ہیں اور ہمیشہ اس پیاس کو باقی رکھنا چاہتی ہیں۔اس پیاس کے ختم ہونے کا مطلب ہوتا ہے روحانی اور فکری موت۔

امت اسلامیہ علمی پیاس کی بے مثال تاریخ رکھتی ہے۔اس پیاس کا ثبوت دنیا کی لائبریریوں میں موجود وہ تقریباً دو ملین مخطوطات (Manuscripts) ہیں، جن کو مسلم اہل علم نے اپنے خونِ جگر سے لکھا اور آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کر دیا۔مسلمانوں کی اس پیاس کا ثبوت خود مغرب کا عروج بھی ہے، کیوں کہ وہ جس علمی اساس پر قائم ہے، وہ اساس مسلم اہل علم ہی کی قائم کردہ ہے۔ایسا نہیں ہے کہ ہمارے ہاں علمی پیاس کی یہ دولت ختم ہوگئی۔ الحمدللہ یہ آج بھی موجود ہے۔عالم اسلام میں متعدد اہل علم اس روایت کو استحکام اور توسیع بخش رہے ہیں۔یہ کوششیں اداروں کی شکل میں بھی ہورہی ہیں اور انفرادی شکل میں بھی۔ضروری ہے کہ تمام وسائل و ذرائع کا استعمال کرکے اس روایت کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے کی مسلسل کوشش کی جاتی رہے۔

انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز گزشتہ تین دہائیوں سے اس کوشش میں لگا ہوا ہے۔اس سلسلے میں انسٹی ٹیوٹ نے ابوالقاسم زہراوی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مولانا مناظر احسن گیلانی، ڈاکٹر اسماعیل راجی فاروقی اور مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کے متعلق بین الاقوامی اور قومی کانفرنسیں منعقد کیں۔شاہ ولی اللہ ایوارڈ اور لائف ٹائم اچیومنٹ ایوارڈ کا سلسلہ شروع کیا۔ان کے علاوہ دوسرے ذرائع سے بھی علمی پیاس بڑھا کر اپنی عظیم علمی روایات کی توسیع اور استحکام کی قابل قدر کوششیں انجام دیں۔اس شمارے میں بھی اس سلسلے کی رپورٹیں موجود ہیں۔امید ہے کہ انھیں توجہ سے پڑھا جائے گا۔آپ کے مشوروں کا انتظار رہے گا۔

اجمل فاروق

(صفحہ 1 کا بقیہ)

سوال: موجودہ حالات میں آپ مسلم معاشرے کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟

جواب: ہندستان میں مسلمان اس وقت زبردست نفسیاتی دباؤ میں جی رہے ہیں۔ان کے سامنے جان و مال کی حفاظت سے لے کر شناخت اور بقا کا مسئلہ بھی ہے۔ ان کی مساجد، مدارس، زبان، پرسنل لا اور وہ تمام چیزیں جن سے ان کی شناخت قائم ہے،سب ریشہ دوانیوں کی زد پر ہیں،جن پر ڈائرکٹ،ان ڈائرکٹ ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔آزادی کے بعدان مسائل نے ان کے ذہنوں اور بازوؤں کو اس طرح شل کر دیا ہے کہ وہ ترقی و استحکام اور ملک کی خدمت میں اپنی واجبی حصے داری کے بارے میں کچھ بھی سوچنے سے قاصر ہیں۔

سوال: تو آخر ان حالات میں امید کے کیا پہلو نکل سکتے ہیں؟

جواب: میں مثبت سوچ کا آدمی ہوں۔ اگر چہ آج ہمارے وجود اور شریعت پر سوال اٹھائے جا رہے ہیں ، لیکن تین چار چیزوں سے امید بندھتی ہے:

۱۔ الحمدللہ عوام کے اندر مشترکہ مسائل میں بے داری کا احساس باقی ہے۔جو لوگ جو کوشش بھی کر رہے ہیں،سب کے احترام کے ساتھ اس کی سخت ضرورت ہے کہ سب ایک ساتھ ہو جائیں۔

۲۔ نوجوان بڑی طاقت ہیں۔وہ کچھ کرنا چاہتے ہیں۔وہ ہار ماننے کو تیار نہیں ہے۔اتنے سخت حالات میں بھی وہ کام یاب ہو کر دکھاتے ہیں۔ لہٰذا نوجوانوں میں بلند حوصلے کا ہونا بھی ایک امید کی کرن ہے۔

۳۔ تیسری بات یہ کہ ابھی بھی ہندستان کی اکثریت انسانی اقدار پر یقین رکھتی ہے۔ان کو ساتھ لے کر بڑھنے کی کوشش ہو سکتی ہے۔یہ بھی امید کی ایک کرن ہے۔اس میں ہم مسلمانوں کو ہی پہل کرنی چاہیے۔

سوال: موجودہ ہندستان میں مسلمانانِ ہند کو کیا اقدامات کرنے ضروری ہیں؟

جواب: ملک کے موجودہ جمہوری نظام کو دستور کی روح کے مطابق Participatory بنانے اور قانون کی حکم رانی کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے،تاکہ ملک میں بسنے والی اقلیتوں اور کم زور طبقات کو امن و آزادی اور عزت و قوت کے ساتھ اقتدار میں پوری حصے داری میسر ہو۔اس کے لیے ہر دو جانب محنت کرنی ہوگی۔ایک طرف جہاں اس ملک کی اکثریت کو اور ہماری سیاسی جماعتوں کو اپنا ایجنڈا طے کرنا ہوگا اور جمہوریت اور سیکولرزم نیز قانون کی حکم رانی کے باب میں اپنا نقطۂ نظر اور اپنا Commitment واضح کرنا ہوگا،وہیں مسلمانوں کو اپنے بند خول سے باہر آنا ہوگا اور صرف اپنے بارے میں سوچنے اور اپنی بقا اور تحفظ پر ساری توجہ مرکوز کرنے کے بجائے تمام کم زور اور پس ماندہ طبقات کی نمائندگی کے لیے آگے آنا ہوگا۔اکثریت کے ذہنوں میں ان کے بارے میں جو غلط فہمیاں اور شکایات ہیں،اس کا جائزہ لے کر اس کو دور کرنے کی ایمان دارانہ اور مخلصانہ کوشش کرنی ہوگی اور ملک و قوم کے لیے خود کو ایک قابل اور قابل اعتماد گروہ کی حیثیت سے پیش کرنا ہوگا۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! IOS سے آپ کی واقفیت کب سے ہے؟

جواب: میں شروع ہی سے IOS سے واقف ہوں۔ ابتداء میں کچھ پروگراموں میں شرکت بھی ہوئی تھی۔IOS سے مختلف علمی چیزیں بھی موصول ہوتی رہتی تھیں،لیکن درمیان میں سلسلہ کٹ گیا۔کچھ عرصے پہلے پٹنہ میں مولانا مناظر احسن گیلانی کے متعلق ہونے والی کانفرنس میں مجھے شرکت کی دعوت دی گئی تو دوبارہ رابطہ پیدا ہوا۔ ویسے میری واقفیت پرانی ہے۔

سوال: IOS مختلف میدانوں میں کام کر رہا ہے۔آپ اس کے کس کام کو زیادہ اہمیت کی نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب: اسلامائزیشن آف نالج (علم کے اسلامی سیاق) کا جو کام شروع کیا گیا تھا،وہ میری نظر میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔وہ پروجیکٹ آج بھی اسی طرح اہم ہے،جس طرح IOS کے آغاز کے وقت تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ اس پر کتنا کام ہوا اور اس کے کیا اثرات ہوئے؟ لیکن یہ کام میری نظر میں سب سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔اسی طرح انسٹی ٹیوٹ نے دانش ورانہ سطح پر لوگوں کو جمع کرنے اور علمی منصوبے آگے بڑھانے کا جو کام کیا،وہ بھی بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔اس لیے ہم ہمیشہ IOS کو عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے رہے ہیں۔

سوال: قارئین کے نام کوئی پیغام؟

جواب: قارئین کو میں یہ پیغام دینا چاہوں گا کہ آپ نبی کریم ﷺ کے اسوے کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی قومی زندگی کی تدوین کریں۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:”میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ جو مجھ سے کٹے، میں اس سے جڑوں۔جو میرا حق نہ دے، میں اس کو اس کا حق دوں۔ہر حال میں انصاف پر قائم رہوں۔“اگر ہم ان تین باتوں کو قومی زندگی کا لازمی جز بنا لیتے ہیں اور دوست و دشمن سبھی کے ساتھ محبت و خیر سگالی کا رشتہ استوار کرنے کے لیے آگے آتے ہیں اور ہر کسی کو اس کا حق دینے اور دلانے میں مدد کرتے ہیں اور انصاف کی روش کو اپنا قومی کردار بنا لیتے ہیں،تو ہمیں امید ہے کہ موجودہ نفرت اور تشدد کے ماحول کو بدلنے میں مدد ملے گی۔ ساتھ ہی اکثریت کے تمام طبقات کے ساتھ خلوص،خدمت،محبت اور انصاف کی بنیاد پر ایک بہتر رشتہ استوار کرنے کا موقع ملے گا۔ ہمیں یہ بات اچھی طرح سمجھنی چاہیے کہ نہ تو ہم ایک دن میں یہ کردار حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ایک دن میں موجودہ حالات کو بدلا جا سکتا ہے،لیکن ایک شعوری کوشش کی شروعات بہر حال کی جا سکتی ہے۔

”علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی: حیات وخدمات“ کے موضوع پر دوروزہ قومی کانفرنس کا انعقاد

علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی بیسویں صدی کے عظیم محدث، محقق اور رفیع الشان عالم میں تھے۔ انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے ان کی گراں قدر خدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے اور ان کے علمی ورثے کو آگے بڑھانے کے لیے ایک قومی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ ذیل میں اس کانفرنس کی مختصر رپورٹ پیش کی جارہی ہے۔

۶/جولائی، پہلا دن

افتتاحی اجلاس

۶/جولائی ۲۰۱۹ کو صبح دس بجے کانسٹی ٹیوشن کلب، نئی دہلی میں کانفرنس کے افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا۔ مولانا محمد عبداللہ طارق (سکریٹری ادارہ امور مساجد، نئی دہلی) نے تلاوت کلام اللہ سے پروگرام کا آغاز کیا۔ افتتاحی اجلاس کی نظامت پروفیسر اشتیاق دانش (فائنانس سکریٹری انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز) نے انجام دی۔

پروفیسر ظہور محمد خان (سکریٹری جنرل انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز) نے آئی او ایس اور کانفرنس کے مرکزی موضوع کا تعارف کرایا۔ انھوں نے کہا کہ ”آئی او ایس کے متعدد تحقیقی اور علمی کاموں میں ایک شعبہ شخصیات پر سیمینار کے انعقاد کا بھی ہے۔ آئی او ایس کے تحت ہر سال عالمی اور قومی شخصیتوں پر دو سیمناروں کا انعقاد کیا جاتا ہے، جس میں ایک سیمینار عالمی شخصیت پر اور دوسرا قومی شخصیت پر ہوتا ہے۔ قومی شخصیت کے تحت اس سال محدث مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کی حیات وخدمات پر یہ سیمینار منعقد کیا جارہا ہے۔“

مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنو) نے افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ ”مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کی خدمات حدیث کا اعتراف عرب علما نے بڑی فراخ دلی اور وسعت کے ساتھ کیا ہے اور شام کے مشہور عالم ڈاکٹر نورالدین عتر نے لکھا ہے کہ ”مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی حدیث شریف اور علم دین کے حامل، شریفانہ مزاج رکھنے والے مثالی اہل علم میں سے تھے۔ یقیناً انھوں نے بے پناہ خدمات انجام دیں اور ایک نئی راہ دکھائی۔“

افتتاحی اجلاس میں (دائیں سے بائیں) ڈاکٹر مسعود احمد اعظمی، پروفیسر عبدالرحمٰن مومن، مولانا سید محمد ولی رحمانی، ڈاکٹر محمد منظور عالم، مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی، مولانا حکیم عبداللہ مغیثی، پروفیسر ظہور محمد خان اور پروفیسر اشتیاق دانش

ڈاکٹر مسعود احمد (نبیرہ محدث اعظمی) نے علامہ حبیب الرحمٰن کا سوانحی خاکہ پیش کیا، جس میں انھوں نے بتایا کہ ”علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی کی ولادت ۱۹۰۰ عیسوی میں مشرقی اترپردیش کے ضلع مئو میں ہوئی۔ دارالعلوم دیوبند سے تدریس کا آغاز کیا۔ ان کی علوم حدیث اور دیگر فنون پر دسیوں تصنیفات موجود ہیں۔“

کلیدی خطبہ پیش کرتے ہوئے پروفیسر عبدالرحمٰن مومن (سابق پروفیسر شعبۂ سماجیات، ممبئی یونی ورسٹی وایڈیٹر آئی او ایس میناریٹ) نے کہا: ”مولانا علوم حدیث کے ساتھ ساتھ زمانے کے حالات سے بھی واقف رہتے اور ملی مسائل میں گہری دل چسپی رکھتے تھے۔ مولانا ایک عرصے تک جمعیۃ علماء ہند سے بھی وابستہ رہے اور مختلف محاذوں پر مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے کوششیں کرتے رہے۔ مولانا کے لیے سعودی عرب، مصر، کویت، قطر کے علاوہ بہت سے ممالک سے کام کرنے کی پیش کش ہوتی رہی، لیکن مولانا نے انکار کردیا اور ہندستان میں رہ کر علوم حدیث کی خدمت انجام دینے کو ترجیح دی۔“

مہمان اعزازی امیر شریعت مولانا سید محمد ولی رحمانی (جنرل سکریٹری، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ”مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی بنیادی طور پر میدان حدیث کے ماہر تھے۔ علم حدیث علوم اسلامیہ کا عظیم فن ہے، جس کے چمن کو انھوں نے پوری زندگی سینچے اور سنوارنے کا کام کیا۔ ان سے ملاقات کرنے والا شخص بہت متاثر ہوتا تھا۔ ان کا حافظہ مضبوط اور قوی تھا۔“

اس موقعے پر مولانا سید محمد ولی رحمانی نے انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز کے بانی وچیئرمین ڈاکٹر محمد منظور عالم کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ ”علمی دنیا کو ان کا شکر گزار ہونا چاہیے۔ کیوں کہ وہ تحقیق، ریسرچ اور سیمناروں کے ذریعے نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں۔“

مولانا حکیم عبداللہ مغیثی (صدر آل انڈیا ملی کونسل، نئی دہلی) نے اپنے خطاب میں علوم حدیث کی تفصیلات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ”محدث اعظمی قافلہ محدثین کا خلاصہ تھے۔ ہندستان میں شاہ ولی اللہ محدث دہلی اور

علامہ انور شاہ کشمیری کا وہ فیضان اور عکس تھے، جنھوں نے علم حدیث میں ممتاز کارنامہ انجام دیا ہے۔"

ڈاکٹر محمد منظور عالم (چیئرمین، انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز، نئی دہلی) نے اپنے صدارتی خطاب میں مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے عصر حاضر کے علماء کی اس جانب توجہ مبذول کرائی کہ موجودہ حالات سے نمٹنے کے لیے احادیث میں کیا رہنمائی کی گئی ہے اور اس پر کام کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ انھوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ "آج ذات نبوی پر کس کس طرح کے حملے ہورہے ہیں اور ان کا دفاع کرنے کا کیا طریقۂ کار ہوسکتا ہے؟ ہندستان میں پس ماندہ طبقات، اقلیات، جمہوریت پسند غیر مسلم طبقات سب کو متعدد مسائل درپیش ہیں۔ فرقہ واریت، تشدد، انتہاء پسندی، دہشت گردی اور ان جیسے دوسرے خطرناک مسائل سے ہندستانی معاشرہ جوجھ رہا ہے۔ عالمی نقطۂ نظر سے دیکھیں تو سرمایہ داری، قدرتی خزانوں کا غلط استعمال، غریب ممالک کو کچلنے کی سوچ اور ترقی یافتہ طاقتوں کے ذریعے سے پس ماندہ یا ترقی پذیر ممالک کو آگے نہ بڑھنے دینے کا رجحان پوری قوت کے ساتھ موجود ہے۔ آج کے ماہرین احادیث کو ان مسائل پر بھی غور کرنا ضروری ہے کہ ان تمام عالمی مسائل کو حل کرنے کے لیے احادیث نبوی سے ہمیں کیا رہنمائی حاصل ہوسکتی ہیں؟"

شاہ اجمل فاروق ندوی (انچارج اردو سیکشن، آئی او ایس، نئی دہلی) نے منتظمین، مہمانانِ کرام، آئی او ایس اسٹاف اور تمام معاونین کا شکریہ ادا کیا۔ اس افتتاحی اجلاس میں آئی او ایس کی مطبوعات "ڈاکٹر محمد حمید اللہ کا علمی ورثہ اور اس کی عصری معنویت" اور "عالم اسلام کا بے مثال محقق: ڈاکٹر فواد سیزگین" کا اجراء بھی عمل میں آیا۔

پہلا تکنیکی اجلاس

کانفرنس کا پہلا تکنیکی اجلاس "علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی: سیرت وشخصیت" کے موضوع پر دوپہر ۱۲:۳۰ بجے شروع ہوا، جس کی صدارت پروفیسر محسن عثمانی ندوی (سابق ڈین ای ایف ایل یونی ورسٹی، حیدرآباد) نے کی۔ اس اجلاس میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) کا پیغام شاہ اجمل فاروق ندوی نے پڑھ کر سنایا اور ڈاکٹر محمد مسعود احمد اعظمی (نبیرۂ محدث اعظمی) مولانا محمد نفیس خان ندوی (رفیق علمی، دارعرفات، رائے بریلی) جناب محمد صلاح الدین ایوبی (ریسرچ اسکالر، شعبۂ اسلامیات، مانو) نے اپنے مقالات پیش کیے۔

سامعین کا ایک منظر

دوسرا تکنیکی اجلاس

دوپہر ڈھائی بجے کانفرنس کا دوسرا تکنیکی اجلاس "ہندستانی محدثین میں علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی کا امتیاز علمی خدمات کے حوالے سے" کے موضوع پر منعقد ہوا، جس کی صدارت پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی ندوی (سابق ڈائریکٹر ادارہ علوم اسلامیہ، علی گڑھ) نے کی۔ اس اجلاس میں پروفیسر محسن عثمانی ندوی (سابق ڈین ای ایف ایل یونی ورسٹی، حیدرآباد)، ڈاکٹر ندیم اشرف (اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ سنی دینیات، اے ایم یو)، ڈاکٹر تمنا مبین اعظمی (گیسٹ فیکلٹی شعبۂ اسلامیات، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی)، مولانا جنید احمد قاسمی (استاد جامعہ رحمانیہ، خانقاہ رحمانی مونگیر) اور جناب محمد حماد (ریسرچ اسکالر اے ایم یو علی گڑھ) نے مختلف موضوعات پر مقالات پیش کیے۔

تیسرا تکنیکی اجلاس

تیسرا تکنیکی اجلاس "علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی کی جامعیت" کے موضوع پر پروفیسر اشتیاق دانش کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں ڈاکٹر ابوسحبان روح القدس ندوی (استاد حدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)، ڈاکٹر خورشید آفاق (گیسٹ فیکلٹی شعبہ اسلامیات جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی)، ڈاکٹر محمد اسامہ (گیسٹ فیکلٹی آف شعبہ اسلامیات، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی)، جناب محمد فاروق اعظم (ریسرچ اسکالر، جواہر لال نہرو یونی ورسٹی، نئی دہلی)، محترمہ رہنما پروین (ریسرچ اسکالر شعبہ اسلامیات، اے ایم یو) اور ڈاکٹر مجیب اختر ندوی (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی، دہلی یونی ورسٹی) نے اپنے مقالات پیش کیے۔

۷/جولائی، دوسرا دن

چوتھا تکنیکی اجلاس

کانفرنس کے دوسرے دن صبح دس بجے چوتھا تکنیکی اجلاس "علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی اور اسلامی مخطوطات" کے موضوع پر منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی (ڈائریکٹر مفتی الٰہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ) نے کی، جب کہ پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی ندوی (سابق ڈائریکٹر، ادارہ علوم اسلامیہ، علی گڑھ)، ڈاکٹر محمد مشتاق تجاروی (اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ

اسلامیات، عالیہ یونی ورسٹی، کولکاتہ)، ڈاکٹر سید عبدالرشید (اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اسلامیات عالیہ یونی ورسٹی، کولکاتہ) اور مولانا سید الیاس ہاشمی ندوی (ریسرچ فیلو دائرۃ المعارف، حیدرآباد) نے اپنے مقالات پیش کیے۔

پانچواں تکنیکی اجلاس

یہ اجلاس پونے بارہ بجے ''علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی کی فقہی واجتہادی بصیرت'' کے موضوع پر منعقد ہوا، جس کی صدارت ڈاکٹر محمد رضی الاسلام ندوی (سکریٹری جماعت اسلامی ہند) نے کی۔ اس اجلاس میں پروفیسر محمد فہیم اختر ندوی (پروفیسر و صدر شعبۂ اسلامیات، مانو، حیدرآباد)، ڈاکٹر کمال اشرف (اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ سنی دینیات، اے ایم یو) اور ڈاکٹر ندیم سحر عنبرین (گیسٹ فیکلٹی شعبۂ اسلامیات، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی) نے مختلف موضوعات پر اپنے مقالات پیش کیے۔

چھٹا تکنیکی اجلاس

دوپہر دو بجے کانفرنس کا چھٹا تکنیکی اجلاس ''علامہ حبیب الرحمٰن اعظمی کی خدمات کی عصری معنویت'' کے موضوع پر منعقد ہوا، جس کی صدارت پروفیسر اختر الواسع (صدر مولانا آزاد انسٹی ٹیوٹ، جودھ پور) نے کی۔ اس اجلاس میں ڈاکٹر احسان اللہ فہد (اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ سنی دینیات، ویمن کالج، اے ایم یو)، ڈاکٹر نجم السحر (اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اسلامیات، جامعہ ہمدرد، نئی دہلی)، ڈاکٹر محمد ناصر (اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ سنی دینیات، اے ایم یو)، ڈاکٹر محمد تحسین زماں (گیسٹ فیکلٹی شعبۂ اسلامیات، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی) اور جناب سیف الہادی (استاد انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، نئی دہلی) نے اپنے مقالات پیش کیے۔

اختتامی اجلاس

ساڑھے تین بجے ڈاکٹر محمد منظور عالم (چیئرمین آئی او ایس، نئی دہلی) کی صدارت میں کانفرنس کا اختتامی اجلاس منعقد ہوا۔

اختتامی خطبہ پیش کرتے ہوئے پروفیسر اختر الواسع (صدر مولانا آزاد انسٹی ٹیوٹ، جودھ پور) نے کہا کہ ''مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی عظیم شخصیت کے مالک تھے، جن پر مزید کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کو علم حدیث کے ساتھ ساتھ شاعری کا بھی ذوق تھا، جس پر بالکل بھی توجہ نہیں دی گئی۔''

اختتامی اجلاس میں (دائیں سے بائیں) پروفیسر افضل وانی، پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی، مولانا سید جلال الدین عمری، ڈاکٹر محمد منظور عالم، پروفیسر اختر الواسع، پروفیسر ظہور محمد خان اور شاہ اجمل فاروق ندوی

مولانا سید جلال الدین عمری (نائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ) نے مہمان اعزازی کے طور پر اپنے خطاب میں کہا کہ ''مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کی علم حدیث میں خدمات غیر معمولی ہیں۔ آج نئی نسل کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کام کو مزید آگے بڑھائے۔''

پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی ندوی (سابق ڈائریکٹر ادارہ علوم اسلامیہ، علی گڑھ) نے مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کو بیسویں صدی کا عظیم محدث قرار دیتے ہوئے بتایا کہ ''مولانا زمانے کے حالات سے واقف تھے اور اسی کے مطابق انھوں نے حدیث پر کام کیا۔''

اس کے بعد پروفیسر ظہور محمد خان (سکریٹری جنرل آئی او ایس) نے سات نکاتی قرارداد پڑھ کر سنائی، جس پر تمام حاضرین نے اپنی تائید کا اعلان کیا۔ قرارداد میں کہا گیا کہ ''موجودہ دور میں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز نے علما اور بزرگوں کے بارے میں تحقیقات کا جو سلسلہ شروع کیا ہے اسے آگے بڑھایا جائے۔ ہندستانی علما کے فتاویٰ کے مجموعوں کی روشنی میں فقہ الاقلیات پر منظم کام ہونا چاہیے۔ علمائے کرام کے اختصاصی موضوعات اور حیات وخدمات پر مبنی فہرست اور کلینڈر مرتب کیے جائیں۔ عہد حاضر کے مسائل کو مذہبی فکر سے جوڑنے کی کوشش کی جائے۔ مدارس کے نصاب اور طریقۂ تعلیم پر سروے اور تحقیق کرانے کی کوشش کی جائے۔''

ڈاکٹر محمد منظور عالم نے آئی او ایس کے مقاصد اور منصوبوں پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ ''آئی او ایس کا مقصد دین کی نشر و اشاعت ہے، تاکہ اس سے وابستہ شخصیات کے علمی ورثے کو آگے بڑھایا جا سکے۔ اسی پر آئی او ایس کام کر رہا ہے۔''

انھوں نے یہ بھی کہا کہ ''احادیث کی روشنی میں موجودہ حالات پر کوئی پروجیکٹ تیار کیا جائے۔ ہم اس کو آگے بڑھائیں گے۔ اس کے علاوہ آئی او ایس کی مطبوعات کا ملک کی ۱۸/ زبانوں میں ترجمہ کیا جائے گا۔''

آخر میں پروفیسر افضل وانی (وائس چیئرمین، آئی او ایس) نے مہمانانِ کرام، شرکا، معاونین اور آئی او ایس اسٹاف کا شکریہ ادا کیا۔

محدث اعظمی کانفرنس کے لیے مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کا پیغام

برصغیر ہندو پاک کی گزشتہ صدی ملت اسلامیہ کی متعدد مایہ ناز شخصیتوں کا عہد رہا، جو نصف غلامی میں اور نصف آزادی میں گزرا اور دونوں حصوں میں مسلمان علماء، صلحاء اور سیاسی حضرات کی فکرمندی اور کوشش کا حامل رہا، جنھوں نے دین وملت اسلامیہ کے تقاضوں کے پیش نظر ممکنہ کوششوں کو اختیار کیا۔ اس میں علمائے اسلام کا اچھا کردار رہا، مغربی تہذیب اور غیر دینی فکر کا مقابلہ کیا اور ملت پر جو اثر پڑ رہا تھا اس کا مداوا کرنے کا کام مؤثر ڈھنگ سے انجام دیا۔ ہندستان کا فاصلہ مرکز اسلام سے چوں کہ خاصا دور تھا، اس لیے یہاں دینی تعلیم کے لیے خود مستقل بالذات کوششیں انجام دی گئیں۔ ان کوششوں کی انجام دہی میں متعدد غیر معمولی شخصیتوں کا مؤثر حصہ رہا۔ اس صدی میں جو بڑے علماء پیدا ہوئے ان میں خاص طور پر قابل ذکر محدث جلیل حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جن کا زمانہ تقریباً پوری صدی پر پھیلا ہوا ہے۔

مولانا ۱۹۰۱ میں پیدا ہوئے اور ۱۶/ مارچ ۱۹۹۲ کو اپنے وطن مئو اعظم گڑھ میں وفات پائی۔ اس طرح ۹۲ سال کی اچھی عمر پائی جو علم حدیث کی نشر واشاعت، تحقیق اور قوم وملت کی خدمت ورہ نمائی میں صرف کی۔ ان کی تعلیم اپنے وطن کے بڑے علماء وشیوخ سے ہوئی۔ خود ان کے والد مولانا محمد صابر عنایت اللہ اعظمی بڑے عالم اور بزرگ شخصیت تھے۔ حضرت مولانا حبیب الرحمن اعظمی نے اپنے عہد کے ممتاز اساتذہ حدیث سے فیض اٹھایا۔ علامہ انور شاہ کشمیری، مولانا شبیر احمد عثمانی وغیرہ سے دارالعلوم دیوبند میں علم حدیث میں اکتساب فیض کے لیے وقت گزرا۔ پھر تدریس حدیث کی خدمت اپنے شہر مئو میں انجام دی، جہاں دارالعلوم مئو اور پھر جامعہ مظہر العلوم بنارس میں صدر مدرس رہے۔ پھر مفتاح العلوم مئو میں تشریف لے آئے، جہاں ان سے استفادہ کرنے والے ممتاز علماء کے ناموں میں ایک نام مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ آخر میں مدرسہ مرقاۃ العلوم قائم کیا، جو ان کی یادگار ہے۔ مدرسہ مفتاح العلوم میں بیس سال تک صحیح بخاری اور

سنن ترمذی کا درس دیا۔ انھوں نے اپنے زمانے میں قیام لکھنؤ میں جہاں وہ اسمبلی کے ممبر بھی تھے ایک سال دارالعلوم ندوۃ العلماء میں بھی بخاری شریف کا درس دیا، جہاں ان کے ممتاز تلامذہ میں مولانا ناصر علی ندوی مرحوم کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے، جنھوں نے تقریباً بیس سال دارالعلوم ندوۃ العلماء میں صحیح بخاری شریف کا درس دیا۔

مولانا حبیب الرحمن اعظمیؒ کے بلاد عربیہ کے علمی اسفار بھی ہوئے، جن میں انھوں نے بلاد عربیہ کے ممتاز شیوخ وعلماء اور جلیل القدر شخصیتوں سے ملاقات کی، جن میں علامہ ابن باز، شیخ مصطفی الزرقاء، شیخ مصطفی السباعی، شیخ الازہر شیخ عبد الحلیم محمود، علامہ خیر الدین زرکلی، شیخ حسنین محمد مخلوف وغیرہ کے اسمائے گرامی ہیں۔ بلاد عربیہ کے ممتاز علماء نے ہندستان آ کر ان سے استفادہ کیا اور ان کے سامنے کتب حدیث پڑھیں اور اجازت حاصل کی، ان میں ایک اہم نام شیخ عبد الفتاح ابوغدہ کا ہے، جو باوجود علم حدیث میں جلالت شان رکھنے کے ان کے سامنے ایک ادنی شاگرد کی طرح زانوئے تلمذ تہ کرتے اور استفادہ کرتے تھے۔ یہاں ہمارے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں دونوں کی ایک ہی وقت میں تشریف آوری ہوئی تھی۔ شیخ عبد الفتاح ابوغدہ کو ان سے استفادے کا کوئی موقع ملتا تو وہ اسے جانے نہیں دیتے تھے اور ان کے سامنے کتاب پڑھتے اور ان کی تنبیہات کو نوٹ کرتے جاتے تھے اور بھی ممتاز اساتذہ حدیث نے علم حدیث میں ان سے استفادے کے لیے ان کے وطن مئو اعظم گڑھ کے سفر کیے۔

مسلمانوں کے ملی معاملات سے ان کی دل چسپی بھی لائق قدر وخصوصیت رہی اور ان کو ایک سال یہاں کی صوبائی اسمبلی کی رکنیت بھی حاصل رہی انھوں نے یہ رکنیت ملت کے مسائل کو مؤثر ڈھنگ سے پیش کرنے کے لیے اختیار کی۔ سیاسی جماعتوں سے اور ملی جماعتوں سے بھی ان کا گہرا ربط رہا۔ جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم سے ان کی کوششیں سامنے آئیں اور بعد میں اس کے قائدین میں انھوں نے نمایاں ہو کر امیر الہند کی حیثیت سے سرپرستی کی اور یہ منصب انھیں تا حیات حاصل رہا اور صدر جمعیۃ علماء ہند مولانا اسعد مدنیؒ نائب امیر الہند رہے، پھر ان کی وفات

کے بعد امیر الہند ہوئے۔ جمعیۃ العلماء کی علمی کمیٹیوں کی بھی وہ سرپرستی فرماتے تھے اور ان کا بڑا وقار اور احترام تھا۔

ان کے علمی مقالات کو ان کے ذوق تحقیق سے بڑی توجہ حاصل ہوئی۔ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بہت سراہا اور رجال بخاری پر کام بھی سپرد کیا۔ ملک کے اہم علمی مجلات ''معارف'' اعظم گڑھ، ''الفرقان'' لکھنؤ، ''انجم'' لکھنؤ، دارالعلوم دیوبند کے ترجمان ''مجلّہ دارالعلوم'' اور آخر میں ''المآثر'' مئو میں اہتمام سے ان کے مقالات شائع ہوتے رہے، مجلّہ ''المآثر'' نے ان کے نام بڑے علماء کے جو خطوط شائع کیے ہیں اور پھر جو ان کے علمی خطوط کا ذخیرہ پایا جاتا ہے، اس سے ان کی شخصیت کے متعدد پہلو سامنے آتے ہیں۔ ان کے نام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے خطوط کا بھی ایک ذخیرہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے علم حدیث کی تحقیق میں ہمارے علماء کس طرح رجوع کرتے تھے۔

مولانا کے علمی تحقیقی کاموں و مآثر میں ''سنن سعید بن منصور'' ایک بڑا علمی و تحقیقی کارنامہ ہے، جس سے بڑی پذیرائی ہوئی اور اس کے علاوہ ''مصنف ابن ابی شیبہ'' اور ''مصنف عبدالرزاق'' پر ان کے تحقیقی کام نے علم حدیث میں ان کی جلالت شان میں اور اضافہ کیا۔ اس کے علاوہ عربی اور اردو میں زبانوں میں ان کی کتابوں میں ''الحاوی لرجال الطحاوی'' خاص طور پر اہمیت کی حامل کتاب ہے۔ المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیة للحافظ ابن حجر العسقلانی کی تحقیق وتعلیق بھی ہے، جسے ترکی سے بڑے محنت کے بعد انھوں نے حاصل کیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن المبارک کی کتاب ''الزہد'' کی تحقیق اور احمد محمد شاکر کی تحقیق سے شائع مسند احمد پر علمی آراء وتحقیقات بھی ان کا بڑا علمی و تحقیقی کارنامہ ہے، جس نے ان کے علمی مقام کو بہت بلند کیا۔ احمد محمد شاکر نے ان کی تحقیقات واستدراکات کو خوب سراہا اور وہ اس پر ان کے شکر گزار ہوئے جیسا کہ شیخ احمد محمد شاکر کے علامہ اعظمی کے نام مکتوب سے ظاہر ہوتا ہے اور اس کے علاوہ اردو زبان میں ان کی تحقیقات حدیث اور نصرت حدیث پر متعدد اہم کتابیں ہیں اور حجاج کے تذکرے پر ''اعیان الحجاج'' کے نام سے عہد بہ عہد شخصیتوں کے احوال پر مؤثر کتاب بھی ہے۔ انھوں نے بہت سی ان اغلاط کی تصحیح بھی کی، جو زبان زد خاص وعام تھیں۔ قرون اولیٰ کی بعض محترم شخصیات کے متعلق غلط فہمیوں کا بھی ازالہ کیا اور اس وقت کی صحیح صورت حال پیش کی۔ اس طرح انھوں نے مختلف موضوعات پر اور تفسیر وادب پر بھی کام کیا۔ حضرت مولانا محمد احمد پرتاب گڑھی کے شعری دیوان ''عرفان محبت'' پر ان کا مقدمہ ان کے اعلیٰ شعری ذوق تعلق مع اللہ ومعرفت کا آئینہ دار ہے۔

علامہ ابوالمآثر حبیب الرحمٰن اعظمی نے عربی واردو میں اشعار بھی کہے ہیں۔ ان کی یہ بھی خصوصیت ہے کہ علمی وعملی دونوں میدانوں میں انھوں نے حصہ لیا، چوں کہ ان کا کم عمری سے ہی تدریس کا شغل تھا، اس لیے ان کے عہد کے بعض بڑے علماء بھی شاگردوں میں داخل ہوئے، جو عمر کے لحاظ سے ان کے معاصر سمجھے جاتے تھے۔

علمی و دینی اداروں سے ان کا ربط اچھا رہا تھا، دارالعلوم ندوۃ العلماء میں بھی قیام اختیار فرماتے تھے، دارالعلوم دیوبند اور ندوۃ العلماء کی شوریٰ کے ممبر بھی رہے۔ ہمیں بھی ان کی صحبت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ لکھنؤ شہر میں ایک مکان میں کچھ مدت انھوں نے قیام فرمایا تھا، جو میرے بڑے ماموں مولانا سید عبدالعلی حسنی کے مکان سے متصل مکان تھا، تو ان کی مجلسوں میں شرکت کا موقع ملتا تھا اور ان کا جو بلند علمی مقام تھا اس سے واقف ہونے کا بھی موقع ملتا تھا۔

علامہ ابوالمآثر حبیب الرحمٰن اعظمی کی ملت کی تقویت کے سلسلے میں جو تسلیم شدہ حیثیت تھی اس کو مسلمانوں کے سب حلقے تسلیم کرتے تھے اور استفادے کے موقعوں پر سب علم کرتے تھے۔ مولانا کے متنوع اور اہم علمی وعملی مقامات اور خصوصیات پر سب کو اتفاق تھا اور طالبان علم نے ان سے بڑا فائدہ اٹھایا۔ ان سے فائدہ اٹھانے والوں میں ہمارے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فاضل اور عربی زبان وادب کے ممتاز عالم مولانا سعید الرحمٰن اعظمی (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء) بھی ہیں جنھوں نے مدرسہ مفتاح العلوم میں ان سے حدیث کی تعلیم حاصل کی تھی اور اپنے زیر ادارت مجلّہ ''البعث الاسلامی'' میں کئی قسطوں میں ان پر مضمون بھی لکھا، جو ان کے متعلق اچھی معلومات فراہم کرتا ہے۔

مولانا کے متعلق اور بھی کام عربی اور اردو میں سامنے آئے ہیں جن میں ان کے نواسے ڈاکٹر مسعود احمد اعظمی کی کتاب ''حیات ابوالمآثر'' بھی ایک اہم کتاب ہے۔ ان سے متعلق مقالات مضامین پر مشتمل مجموعے بھی ہیں، جن میں جمعیۃ العلماء ہند کی طرف سے ان کے متعلق سمینار کے مجموعۂ مقالات کی خصوصی اشاعت اہمیت کی حامل ہے۔ اب یہ مذاکرۂ علمی انسٹی ٹیوٹ آبجیکٹیو اسٹڈیز نئی دہلی کی طرف سے نئی دہلی میں منعقد ہو رہا ہے، جو ڈاکٹر منظور عالم صاحب کی فکر وکوشش کا حصہ ہے۔ انھوں نے مجھ ناچیز سے بھی فرمائش کی ہے، جسے ایک سعادت وشرف کی بات سمجھ کر انجام دینے کی کوشش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور حضرت مولانا کے درجات کو خوب بلند فرمائے۔

محدث اعظمی کانفرنس ایک مستحسن قدم: ڈاکٹر تقی الدین ندوی

یہ معلوم ہوکر مسرت ہوئی کہ ہندستان کی عظیم شخصیت محدث زمانہ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور ان کے عظیم کارناموں کے موضوع پر آپ حضرات ایک قومی کانفرنس منعقد کر رہے ہیں، اس مبارک اقدام پر آپ کو یہ ناچیز مبارک باد پیش کررہا ہے، افسوس کہ آپ کا دعوت نامہ بہت تاخیر سے موصول ہوا اور مجھے چند روز کے لیے ندوۃ العلماء اور اعظم گڑھ میں حاضرتی دینی پڑی۔ ۳۰ر جولائی کو ابوظبی واپسی ضروری ہے۔ اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو میں حضرت مولانا کی زندگی پر خاص طور سے ان کے حدیثی کارناموں پر مفصل مضمون تحریر کرتا کیوں کہ اس ناچیز کا موضوع بھی ۶۰ر سال سے حدیث شریف ہی ہے۔ اسی پر میں نے جامع ازہر سے پی ایچ ڈی کی اور تدریساً وتالیفاً یہ سلسلہ قائم ہے۔ حضرت مولانا کی مؤلفات سے اکثر فائدہ اٹھایا ہے اور اٹھاتا رہتا ہوں۔ میری ابتدائی مدرسی کے ایام میں حضرت مولانا دارالعلوم ندوۃ العلماء میں شیخ الحدیث کے منصب پر تشریف لائے تھے تو ان سے شخصی طور پر استفادے کا موقع ملتا رہا۔

حضرت مولانا نے تدریس وتالیف اور اس کے ساتھ حدیث شریف کے ان مخطوطات کی تحقیق کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا جن کا اہل علم کتابوں میں نام پڑھتے رہے اور ان کو دیکھنے کو ترستے رہے۔ ''مصنف عبد الرزاق'' یہ کتاب صحیحین سے بھی مقدم ہے۔ پہلی بار علماء و محدثین نے اس کے دیدار سے آنکھیں روشن کیں۔ اسی طرح ''مسند حمیدی''، ''مصنف ابن ابی شیبہ''، جس کی تکمیل شیخ محمد عوامہ نے بعد میں کی ہے، لیکن کتاب کا اساسی کام حضرت مولانا ہی کا ہے۔ افسوس کہ اس میں پوری طرح حضرت کے کام کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔ اسی طرح ''کتاب الزہد والرقائق لعبد اللہ بن المبارک'' کی تحقیق اور اس کا فاضلانہ مقدمہ بھی ایک مستقل کارنامہ ہے، جس سے اس ناچیز نے بھی اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے ''الزہد الکبیر للبیہقی'' کی تحقیق میں استفادہ کیا ہے۔ اسی طرح ''سنن سعید بن منصور'' کی تحقیق بھی اپنی جگہ ایک نادرۂ روزگار کتاب ہے۔ اس کے علاوہ ''المطالب العالیہ لابن حجر'' کی تحقیق اور حضرت کی دیگر کتابیں اور ہر کتاب تحقیقی اعتبار سے نادر ہے۔ حیرت یہ ہوتی ہے کہ حضرت مولانا کو وسائل کی قلت کے باوجود ان کتابوں کے مخطوطات اور ان کے نسخ تک اللہ کے فضل وکرم سے رہ نمائی ہوئی۔ پھر یہ کہ ہر تحقیق میں شاید ہی کوئی ایسی عبارت ملے جس میں کوئی قلم رکھنے کی گنجائش ہو۔ یہ کتابیں ہندستانی علماء اور عالم اسلامی وعربی کی جامعات خواہ جامع ازہر ہو یا جامع زیتونیہ یا جامع ام القریٰ یا جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ یا جامعۃ الامارات، ان تمام یونی ورسٹیوں میں اسلامی شعبے کے اسکالر اور علماء کے لیے استفادہ وتحقیق کا مرجع بنی ہوئی ہیں۔ ضرورت اس کی تھی کہ حضرت مولانا کے کارناموں پر ایم۔اے اور پی۔ایچ۔ڈی کے مقالے تصنیف کیے جاتے، تاکہ علماء اور باحثین کے لیے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم ہوتے۔ اس ناچیز نے حضرت مولانا رحمۃ اللہ کے وصال پر اپنے تعزیتی خط میں اس تأثر کا اظہار کیا تھا کہ اس محدث عظیم کے اس دارفانی سے رخصت ہونے پر ہندستان سے علمی بہار جاتی رہے۔

اللہ تبارک وتعالی آپ کے اس سمینار کی برکت سے اہل علم کو حضرت مولانا کی کتابوں سے استفادے کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ پیدا ہو اور ہندستان کے مراکز افتاء کو ان کی فقہی و اجتہادی تحقیقات سے فائدہ اٹھانے کی سعادت حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کسی بندۂ خدا کو اس کی توفیق عطاء فرمائے کہ اس محدث عظیم کے کارناموں پر عربی زبان میں ایک ایسی کتاب پیش کرے، جن میں ان کی ساری کتابوں کا مفصل تعارف اور ان کے خصائص ذکر کردیے جائیں۔ اس کی بہت شدید ضرورت ہے۔ اللہ کرے کہ حضرت مولانا کے نواسے جو خود ایک ذی علم عالم ہیں، اس خدمت کو انجام دیں۔ میں نہایت افسوس کے ساتھ اسی اپنے مکتوب پر اپنی بات کو ختم کر رہا ہوں۔ وقت کی تنگ دامانی نے مجھے مفصل مقالہ لکھنے کا موقع نہیں دیا۔ اس تحریر سے اس مبارک مجلس میں شرکت اپنے لیے سعادت سمجھتا ہوں اور آپ کو اور آپ کے زملاء کو اس قومی کانفرنس کے منعقد کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

آئی او ایس اور شعبۂ اسلامیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے اشتراک سے سمر اسکول کا انعقاد

ہندستان کے تاریخی شہر علی گڑھ میں انسٹی ٹیوٹ آف آبجیکٹیو اسٹڈیز اور شعبۂ اسلامیات علی گڑھ مسلم یونی ورسٹی کے اشتراک سے پندرہ روزہ سمر اسکول منعقد ہوا۔ اس میں یونی ورسٹی کے ۱۳/ مختلف شعبوں کے ۵۰/ طلبہ و طالبات نے شرکت کی اور سابق ۲۷/ سینئر اساتذہ نے سماجی، سیاسی، مذہبی، معاشی، عمرانی اور دیگر علوم کے ۳۵/ موضوعات پر اپنے عالمانہ اور فاضلانہ خطبے پیش کیے۔ یہ سمر اسکول ۵/ جولائی سے ۱۹/ جولائی ۲۰۱۹ تک جاری رہا۔

افتتاحی اجلاس

افتتاحی اجلاس کا انعقاد ۵/ جولائی کو ہوا۔ اس کا افتتاح کرتے ہوئے شیخ الجامعہ پروفیسر طارق منصور نے کہا کہ ’’ آج دین اسلام کو صحیح طور سے سمجھنے اور اس کی تشریح کرنے کی ضرورت ہے۔ مختلف ممالک اور خاص طور پر ہندستان میں اسلام کے ماننے والے اسلام کی رسوائی کا سبب بن رہے ہیں۔ اسلام تشدد اور انتہاپسندی پر یقین نہیں رکھتا، بل کہ اسلام انسانوں کے ساتھ نرمی، محبت، آسانی اور سماجی ہم آہنگی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لیے ہمیں لوگوں کو زحمت، تکلیف اور پریشانی سے نکال کر اُن کے لیے آسانی پیدا کرنی چاہیے۔‘‘

پروفیسر محمد اختر صدیقی (شعبۂ تعلیمات جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی) نے اپنے خطاب میں کہا کہ ’’رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں مسلمان ایک داعی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا کام تلاوت آیات، کتاب وسنت کی تعلیم اور تزکیے کے ذریعے سے رائے عامہ کو ہموار کرنا ہے اور اسلام کی اشاعت زور زبردستی کی بنیاد پر کبھی نہیں ہوسکتی۔‘‘

مہمان خصوصی معروف سیرت نگار پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی (سابق صدر شعبۂ اسلامک اسٹڈیز اے ایم یو) نے اسلامی عقائد وفرائض کے متعلق خطاب میں فرمایا کہ ’’اسلام بنیادی عقائد اور فرائض کے سلسلے میں لچک اور مداہنت کو قبول نہیں کرتا ہے۔ قرآن وسنت کے نصوص ابدی ہیں اور ناقابل تبدیل ہیں، مگر اُن کی تفہیم وتشریح اور تعبیر میں وقت کے تقاضوں کے مطابق اضافہ وترمیم کی گنجائش موجود ہے۔‘‘

اعزازی مہمان پروفیسر عبدالعلی (شعبۂ اسلامک اسٹڈیز اے ایم یو، علی گڑھ) نے اسلامک اسٹڈیز کی عصری معنویت پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ’’مغربی ملکوں میں اسلام کی مقبولیت، نیز قبول اسلام کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ آج پہلے سے کہیں زیادہ اسلامی موضوعات پر مطالعہ وتحقیق کا عمل شروع ہوچکا ہے۔ بڑے ممالک اپنی خارجہ پالیسی میں اسلام اور مسلمانوں پر مطالعہ کو بطور خاص شامل کررہے ہیں۔ اسلامک اسٹڈیز کا مستقبل روشنی ہے، بشرطیکہ اسلام کی درست اور جامع تصویر پیش کی جائے اور متوازن تعبیرات کے ذریعے سے عوام کے ذہنوں کو مطمئن کیا جائے۔‘‘

اس نشست کی صدارت کرتے ہوئے پروفیسر اکبر حسین (سوشل سائنس فیکلٹی، ڈین) نے کہا کہ ’’ قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی روشنی میں ذہنی امراض کا علاج آج علم نفسیات کا ابھرتا ہوا موضوع ہے۔ سورہ فاتحہ، سورہ یٰسین، سورہ رحمٰن اور بعض دوسری قرآنی سورتوں میں انسانوں کے لیے شفا، سکون اور علاج موجود ہے۔ اس پہلو سے بھی مزید ریسرچ کرنے کی ضرورت ہے۔‘‘

پروفیسر عبیداللہ فہد فلاحی (صدر شعبۂ اسلامیات) نے خطبۂ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے کہا: ’’اسلامیات کا موضوع بڑا مظلوم ہے۔ ہمارے محققین نے یا تو معذرت کی یا فکری انتہاپسندی کا رویہ اختیار کیا ہے۔ آج ضرورت ہے کہ قرآن اور سنت کو بنیاد بنا کر ایک معتدل اور انسانیت نواز موقف پیش کیا جائے۔‘‘

ناظم جلسہ ڈاکٹر عبدالحمید فاضلی نے انگریزی اور عربی زبانوں میں سمر اسکول کی تفصیلات بیان کیں اور اس بات کی جانب توجہ دلائی کہ اسلام کی عصری معنویت اجاگر کرنی چاہیے۔ سمر اسکول کے کنوینر ڈاکٹر ضیاء الدین فلاحی نے حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے شرکاء کو نظم وضبط کی پابندی کی تلقین کی۔

پہلی نشست

یہ نشست ۶/ جولائی کو منعقد ہوئی۔ اس نشست میں پروفیسر ابوسفیان اصلاحی (مدیر تہذیب الاخلاق اے ایم یو، علی گڑھ)، پروفیسر عبیداللہ فہد (صدر شعبۂ اسلامک اسٹڈیز اے ایم یو، علی گڑھ) اور پروفیسر سید لطیف حسین شاہ کاظمی (صدر شعبۂ فلسفہ اے ایم یو، علی گڑھ) نے مختلف موضوعات پر خطبے پیش کیے۔ اس نشست آغاز ڈاکٹر محمد افضل نے تلاوتِ قرآن سے کیا اور نظامت کے فرائض ڈاکٹر رحمت اللہ نے انجام دیے۔

دوسری نشست

یہ نشست ۸/ جولائی کو منعقد ہوئی۔ اس نشست میں پروفیسر آفتاب عالم (شعبۂ سیاسیات اے ایم یو، علی گڑھ)، پروفیسر ابوسفیان اصلاحی (مدیر تہذیب الاخلاق اے ایم یو، علی گڑھ) اور پروفیسر محمد سمیع اختر فلاحی (سابق صدر شعبۂ عربی اے ایم یو، علی گڑھ) نے مختلف موضوعات پر خطبے پیش کیے۔ جناب احمد عبداللہ امیر نے تلاوتِ قرآن سے نشست کا آغاز کیا اور نظامت کے فرائض جناب تیسیر بن احمد شاہ گولفی نے انجام دیے۔

تیسری نشست

یہ نشست ۹/ جولائی کو منعقد ہوئی۔ اس نشست میں پروفیسر احتشام احمد ندوی (سابق ڈین فیکلٹی آف آرٹس کالی کٹ یونی ورسٹی)، پروفیسر عبیداللہ فہد اور پروفیسر عبدالباری (سابق صدر شعبۂ عربی اے ایم یو) نے مختلف موضوعات پر خطبے پیش کیے۔ نشست کا آغاز

محترمہ کہکشاں ناز نے تلاوتِ قرآن سے کیا اور نظامت کے فرائض ڈاکٹر صبا انجم نے انجام دیے۔

چوتھی نشست

یہ نشست ۱۰؍ جولائی کو منعقد ہوئی۔ اس نشست میں پروفیسر سید جابر رضا (شعبہ تاریخ ویمنس کالج اے ایم یو علی گڑھ)، پروفیسر توقیر عالم فلاحی (سابق ڈین فیکلٹی آف تھیالوجی اے ایم یو علی گڑھ) اور پروفیسر جلال الحق (سابق صدر شعبہ فلسفہ اے ایم یو علی گڑھ) نے مختلف موضوعات پر سامعین سے خطاب کیا۔ نشست کا آغاز جناب تیسیر بن احمد شاہ گولفی نے تلاوتِ کلام اللہ سے کیا اور نظامت کے فرائض ڈاکٹر لبنیٰ ناز نے انجام دیے۔

پانچویں نشست

یہ نشست ۱۱؍ جولائی کو منعقد ہوئی۔ اس نشست میں پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی (سابق صدر شعبہ اسلامیات اے ایم یو علی گڑھ)، پروفیسر عبدالعلی (شعبہ اسلامک اسٹڈیز اے ایم یو علی گڑھ) اور پروفیسر عبدالرحیم بیجاپوری (شعبہ سیاسیات اے ایم یو علی گڑھ) نے اہم خطبے پیش کیے۔ نشست کا آغاز ڈاکٹر مصعب گوہر نے تلاوت کلام اللہ سے کیا اور نظامت کے فرائض جناب گوہر قادر وانی نے انجام دیے۔

چھٹی نشست

یہ نشست ۱۲؍ جولائی کو منعقد ہوئی۔ اس نشست میں پروفیسر یٰسین مظہر صدیقی (سابق صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز، اے ایم یو) اور پروفیسر عبیداللہ فہد فلاحی (صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز اے ایم یو، علی گڑھ) نے دیگر موضوعات پر خطبے پیش کیے۔ ڈاکٹر مصعب گوہر نے نظامت کے فرائض انجام دیے اور حافظ عبد الباری نے تلاوت کلام اللہ سے نشست کا آغاز کیا۔

ساتویں نشست

یہ نشست ۱۳؍ جولائی کو منعقد ہوئی۔ اس نشست میں پروفیسر سعود عالم قاسمی (سابق ڈین فیکلٹی آف تھیالوجی اے ایم یو، علی گڑھ)، پروفیسر ظفرالہدیٰ نعمانی (شعبۂ قانون اے ایم یو علی گڑھ) اور پروفیسر گلریز احمد (سابق صدر دراسات ایشائے غربی) نے اپنے اہم خطاب سے سامعین کو مستفید کیا۔ نشست کا آغاز محترمہ سلمٰی بی نے تلاوت کلام اللہ سے کیا اور نظامت کے فرائض محترمہ خدیجہ نے انجام دیے۔

آٹھویں نشست

یہ نشست ۱۵؍ جولائی کو منعقد ہوئی۔ اس میں پروفیسر علی محمد نقوی (سابق ڈین فیکلٹی آف دینیات اے ایم یو علی گڑھ)، پروفیسر ولید احمد انصاری (سابق صدر شعبہ بزنس ایڈمنسٹریشن) اور پروفیسر گلفشاں خان (شعبہ تاریخ اے ایم یو علی گڑھ) نے خطبے پیش کیے۔ نشست کا آغاز جناب عبدالسلام نادر نے تلاوت کلام اللہ سے کیا اور نظامت کے فرائض جناب احمد عبداللہ امیر نے انجام دیے۔

نویں نشست

یہ نشست ۱۶؍ جولائی کو منعقد ہوئی۔ اس میں پروفیسر شافع قدوائی (سربراہ شعبہ ترسیل عامہ اے ایم یو، علی گڑھ)، پروفیسر اکبر حسین (ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنس اے ایم یو، علی گڑھ) اور پروفیسر شکیل احمد صمدانی (شعبہ قانون اے ایم یو، علی گڑھ) نے معلوماتی خطبات پیش کیے۔ نشست کا آغاز جناب عبدالسلام نادر نے تلاوت قرآن سے کیا اور نظامت کے فرائض محترمہ کہکشاں ناز نے انجام دیے۔

دسواں تکنیکی اجلاس

یہ نشست ۱۷؍ جولائی کو منعقد ہوئی۔ اس میں پروفیسر عبیداللہ فہد فلاحی، پروفیسر اکبر حسین اور پروفیسر اثر بیگ (شعبہ سیاسیات اے ایم یو، علی گڑھ) نے خطبے پیش کیے۔ نشست کا آغاز جناب گوہر قادر وانی نے تلاوت کلام اللہ سے کیا اور نظامت کے فرائض محترمہ صبا ارشاد انصاری نے انجام دیے۔

گیارھویں نشست

یہ نشست ۱۸؍ جولائی کو منعقد ہوئی۔ اس میں پروفیسر یوسف امین (اجمل خاں طبیہ کالج) پروفیسر عرشی خان (شعبۂ سیاسیات اے ایم یو، علی گڑھ) اور ڈاکٹر محمد ذکی کرمانی (ایڈیٹر سہ ماہی آیات، علی گڑھ) نے خطبے پیش کیے۔ نشست کا آغاز جناب محمد کیف رضا نے تلاوت قرآن سے کیا اور نظامت کے فرائض جناب تنزیل احمد نے انجام دیے۔

اختتامی نشست

یہ نشست ۱۹؍ جولائی کو منعقد ہوئی۔ اس میں پروفیسر اشتیاق دانش (فائنانس سکریٹری آئی او ایس، نئی دہلی)، مہمان خصوصی پروفیسر اسفر علی خان (آفیسر آن اسپیشل ڈیوٹی دفتر شیخ الجامعہ)، پروفیسر ظفر احمد صدیقی (شعبہ کیمیا اے ایم یو، علی گڑھ)، پروفیسر محمد مقیم الدین (منتظم آئی او ایس علی گڑھ چیپٹر) اور پروفیسر عرشی خان (شعبہ سیاسیات اے ایم یو، علی گڑھ) نے سامعین سے خطاب کیا۔ ان کے علاوہ پروفیسر عبیداللہ فہد (صدر شعبہ اسلامیات) نے شریک طلبہ اور طالبات کی قوت فہم اور یادداشت کا امتحان لینے کی غرض سے فاضل مقررین کی تقریروں سے چار سوالات کیے، جن کے صحیح جوابات دینے والوں کو انعامات سے نوازا گیا۔ کامیاب ہونے والے طلبہ و طالبات میں نعمان بدر، محمد رضوان انصاری، کلثوم صلاح الدین اور صبا ارشاد انصاری ہیں۔

آخر میں ڈاکٹر ضیاء الدین فلاحی (کنوینر سمر اسکول) نے اس ورک شاپ کی مکمل کارکردگی پیش کی۔ پروفیسر نسیم احمد، جناب نسیم احمد خان، پروفیسر اقبال الرحمٰن، پروفیسر سعود عالم قاسمی اور جناب سراج احمد خان نے شرکاء کو سند تفویض کی اور پروفیسر عبیداللہ فہد نے مہمانان، مقررین، دفتری کارکنان اور طلبہ وطالبات کا شکریہ ادا کیا۔ اس نشست میں نظامت کے فرائض ڈاکٹر بلال احمد کٹی نے انجام دیے۔

☆☆

آئی او ایس کا سفر منزل بہ منزل

''اکیسویں صدی میں مسلم دنیا'' کے موضوع پر ۱۵،۱۶ فروری ۲۰۱۳ کو نئی دہلی میں منعقد ہونے والی عالمی کانفرنس میں (دائیں سے بائیں) پروفیسر آفتاب کمال پاشا (ڈائریکٹر گلف اسٹڈیز، جے این یو)، مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی ندوی (مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)، ڈاکٹر محمد منظور عالم (چیئرمین آئی او ایس)، جناب کے رحمٰن خاں (یونین منسٹر، حکومت ہند)، جناب ہریش چندر سنگھ راوت (یونین منسٹر، حکومت ہند)، جناب عبدالرحمٰن غانم (انڈر سکریٹری سعودیہ عربیہ) اور پروفیسر ظہور محمد خان (سکریٹری جنرل آئی او ایس)

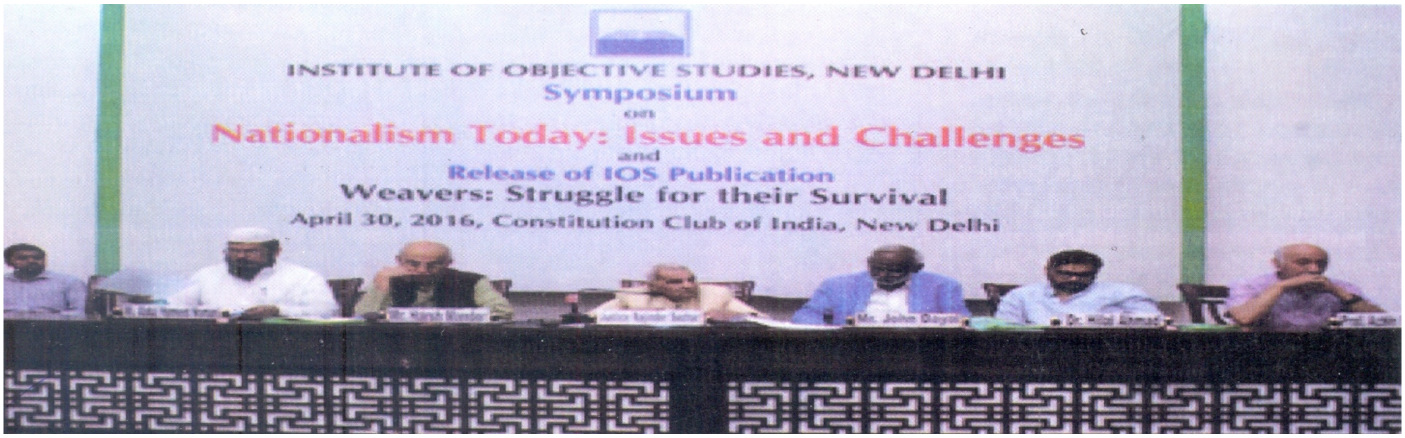

''نیشنلزم: مسائل اور چیلنج'' کے موضوع پر ۳۰/اپریل ۲۰۱۶ کو نئی دہلی میں منعقد ہونے والے سمپوزیم میں (دائیں سے بائیں) پروفیسر اچن وینائک (دہلی یونی ورسٹی)، ڈاکٹر ہلال احمد (سی ایس ڈی ایس)، جناب جون دیال (صحافی اور سماجی کارکن)، جسٹس راجندر سچر (سابق چیف جسٹس دہلی ہائی کورٹ)، جناب ہرش مندر (سماجی کارکن)، مولانا عبدالحمید نعمانی (جنرل سکریٹری جمعیت علماء ہند) اور ڈاکٹر محمد آفتاب عالم (اسسٹنٹ پروفیسر ذاکر حسین کالج)

PRINTED MATTER

FROM

IOS KHABARNAMA
162, JOGABAI MAIN ROAD,
JAMIA NAGAR,
NEW DELHI-110025

....

....

....

Published from Institute of Objective Studies, 162 Jogabai Main Road, Jamia Nagar, New Delh- 110025
printed at Bharat Offset, 2035, Qasimjan Street, Delhi- 110006